جامعہ دارارقم کا قیام

اور

اس کا تاریخی پس منظر

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

(ناظم جامعہ دارارقم، فتحپور، یوپی)

مکتبہ پیام امن

ندوہ روڈ، ڈالی گنج لکھنؤ، یوپی، الھند

U-145

جملہ حقوق محفوظ

نام	:	جامعہ دارارقم کا قیام اوراس کا تاریخی پس منظر
مصنف	:	مفتی محمد سرور فاروقی ندوی
ناشر	:	مکتبہ پیامِ امن، ندوہ روڈ، ڈالی گنج لکھنؤ
اردو ایڈیشن	:	پہلی بار
تعداد کتب	:	١٠٠٠
سال	:	٢٠٢٤ء
قیمت	:	٣٠

Writer : Mufti Mohd Sarwar Farooqui Nadwi
Book Name: Namaz Kay Sunan Wa Mustahbat
Publisher : Maktaba Payam-e-Amn, Nadwa Road,Daliganj,lucknow.
Website: www.islamicjpamn.org
E-Mail: tasneemlko2012@gmail.com, ataullah2012@gmail.com
Phone No. 9984490150, 9919042879

ملنے کے پتے

١۔ مجلس تحقیقات ونشریات، ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس نمبر ١١٩ (لکھنؤ)	05222741539
٢۔ نیوسلور بک ایجنسی، 14، محمد علی روڈ، بھنڈی بازار، ممبئی	0522-27415
٣۔ الفرقان بکڈپو، نظیرآباد ٣١ (لکھنؤ)	9936635816
٤۔ سبحانیہ بک ڈپو، نیا محلہ، جبل پور، مدھیہ پردیش	9424708020
٥۔ ستیہ فاؤنڈیشن 5 182-A گرین لینڈ کیمپس، پوکھرپور، کانپور	9935044343
٦۔ مکتبہ شباب جدید، ندوہ روڈ، لکھنؤ	9198621671
٧۔ مکتبہ شاہ ولی اللہ جامع مسجد، دیوبند	8439650526

فہرست

جامعہ دارارقم کے قیام کا پس منظر ۵
پہلامحرک: (نصراللہ صاحب کی والدہ (محمد النساء) سے گفتگو) ۶
دوسرامحرک: (قاری صدیق احمد باندویؒ کی ترغیب) ۶
تیسرامحرک: (حضرت مولانا عبداللہ حسنیؒ کی ترغیب) ۷
مدرسہ کی زمین کے لئے کوشش ۷
ماسٹر ممتازؒ کے گھر پر ایک اہم میٹنگ ۸
جناب مولانا اختر ندوی صاحب سے ملاقات ۹
مدرس کی تنخواہ کا انتظام ۹
تدریس کے لئے مولانا اختر ندوی صاحب کی تقرری ۱۰
زمین کی نشان دہی ۱۰
مدرسہ کی زمین کا معائنہ ۱۱
مدرسہ کا نام ۱۱
حضرت مولانا ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی مسرت کا اظہار ۱۲
مدرسہ کے افتتاح کی تاریخ ۱۲
جامعہ دارارقم کا افتتاحی جلسہ ۱۲
جامعہ دارارقم کا مقصد ۱۳
مدرسہ کی تعمیر کا کام اور زمین میں اختلاف ۱۳
ہمارے دادا کی پیش کش ۱۳
جامعہ دارارقم کی مسجد کے تعمیر کا پس منظر ۱۴
موجودہ جامعہ دارارقم والی زمین کی خریداری ۱۴

ٹیوب ویل کا انتظام ۱۵
مدرسہ میں طلباء کا قیام اور ابتدائی تعلیم ۱۶
جامعہ دارارقم میں شرپسند لوگوں کا حملہ ۱۶
جناب حافظ ابوشحمہ صاحب کا انتخاب ۱۷
دوبارہ شرپسندوں کا حملہ ۱۷
دارالعلوم ندوۃ العلماء سے الحاق ۱۷
شمالی کمروں کی تعمیر کا کام ۱۸
سالانہ جلسہ ۱۸
دوسرا سالانہ جلسہ ۱۹
تیسرا سالانہ جلسہ ۱۹
جنوبی کمروں کی تعمیر ۱۹
مشرق کی جانب والے کمروں کی تعمیر ۱۹
ٹرسٹ ۲۰
ملک سے باہر کا سفر ۲۰
بیرون ملک کا سفر ۲۱
جدہ کا سفر ۲۱
حرم کی حاضری ۲۲
جامعہ دارارقم کی تعلیمی خدمت ۲۳
جامعہ دارارقم کے شعبے ۲۳
جامعہ دارارقم کے معاونین ۲۳
انتظامیہ کمیٹی ۲۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جامعہ دارارقم کے قیام کا پس منظر

جامعہ دارارقم ایک دینی تعلیمی ادارہ ہے جو فتحپور ضلع کے محمد پور گونتی قصبہ میں واقع ہے الحمد للہ خاکسار کی بھی اسی گاؤں محمد پور گونتی میں ابتدائی تعلیم وتربیت ہوئی لیکن خاکسار نے بچپن میں قرآن مجید کی تعلیم حاصل نہیں کی تھی بڑی عمر میں اپنی والدہ اور چچی سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی اور جب خاکسار کا دارالعلوم ندوۃ العلماء تعلیم کے لئے آنا ہوا تو معلوم ہوا کہ ہمارا قرآن مجید تجوید کے مطابق صحیح نہیں ہے اس لئے قرآن کی تصحیح شروع کردی جس میں کافی وقت لگا اوراس بات کا احساس ہوا کہ ہمارے علاقہ میں تو اکثر قرآن مجید بغیر تجوید کے پڑھایا جارہا ہے۔

اس لئے ضرورت تھی کہ اس کے لئے کوئی اچھا مدرس ہو جو تجوید سے واقف ہو اور صحیح قرآن مجید کی تعلیم دے سکے تاکہ آئندہ آنے والی نسلوں کا قرآن مجید تجوید کے مطابق ہو جس سے نماز درست ہوسکے۔

اس وقت ہمارے گاؤں میں دو چھوٹے چھوٹے مکتب تھے ایک مرحوم ماسٹر احسان علی صاحب کا قدیم مکتب اور دوسرا ماسٹر واجد علی صاحب کا مکتب جس میں کافی طلباء تعلیم حاصل کرتے تھے لیکن تجوید کے مطابق قرآن مجید کی تعلیم نہیں تھی اس لئے اس کی ضرورت محسوس ہوئی اور جامعہ دارارقم کا ذہن میں خاکہ آیا جس کے درج ذیل محرکات تھے:

پہلا محرک: (نصر اللہ صاحب کی والدہ (محمد النساء) سے گفتگو)

عالمیت والے سال خاکسار کا ۵ رجون ۱۹۹۲ء میں بمبئی کا سفر ہوا جس میں ایک روز نصر اللہ صاحب کے گھر میں قیام رہا وہاں ان کی والدہ یعنی جناب محمد ابراہیم صاحب مرحوم کی خوش دامن (محمد النساءؒ) سے میں نے ذکر کیا کہ ایک مدرسہ اس طرح کا گاؤں میں ہونا چاہئے جس میں بچوں کو صحیح قرآن پڑھایا جاسکے تو انہوں نے کہا آپ ہماری زمین جو سڑک پر ہے اسے محی الدین (وکیل) سے معلوم کروا کر لے لیجئے۔

اس وقت جناب محی الدین صاحب بھی وہیں بمبئی میں میرے ساتھ موجود تھے اس کے بعد پھر جب ہم لوگ گاؤں آئے تو جناب محی الدین صاحب نے کھیتوں کے نمبرات وغیرہ معلوم کرکے ایک ہبہ نامہ بھی تیار کروادیا تھا کہ جب مومانی آئیں گی تو دستخط کروالی جائے گی لیکن اس پر دستخط نہیں ہوسکی اس لئے وہ زمین حاصل نہیں کی گئی۔

دوسرا محرک: (قاری صدیق احمد باندویؒ کی ترغیب)

دارالعلوم ندوۃ العلماء سے افتاء کرنے کے بعد خاکسار اور ماسٹر واجد علی صاحب قاری صدیق احمد باندویؒ کے یہاں باندہ ملاقات کی غرض سے گئے تھے وہاں قاری صدیق احمدؒ نے مجھ سے معلوم کیا کہ آپ اس وقت کیا کررہے ہیں میں نے کہا مجھے مولانا محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم نے دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ہی تدریسی خدمت کا حکم دیا ہے اور اس وقت میں دارالعلوم ندوۃ العلماء میں تدریسی خدمت انجام دے رہا ہوں۔ تو قاری صاحب نے کہا کہ اپنے علاقے کے لئے بھی کچھ کیجئے، اگر آپ نہیں بیٹھ سکتے تو کسی دوسرے کو اپنے یہاں تدریسی خدمت کے لئے بٹھا دیجئے۔

باندہ سے جب ہم واپس آئے تو غور کیا گیا کہ اپنے یہاں ایک اچھا مدرس تلاش کیا جائے جو قرآن کے صحیح مخارج کے اعتبار سے تعلیم دے، اس وقت پرتاب گڑھ کے جناب مولانا

ظفرالدین صاحب ہمارے محلہ کی مسجد میں امامت کرتے تھے ان سے بھی ذکر کیا کہ ایک استاذ تلاش کرلیا جائے جو محلہ کے بچوں کو تجوید کے ساتھ قرآن مجید کی مستقل تعلیم دے۔

تیسرامحرک: (حضرت مولانا عبداللہ حسنیؒ کی ترغیب)

تیسرا محرک یہ ہوا کہ ہم حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے گاؤں تکیہ (رائے بریلی) ہرسال رمضان میں چندروز کے لئے جایا کرتے تھے وہاں مولانا سید عبداللہ الحسنی ندویؒ کا درس حدیث ہوتا تھا جس میں سبھی معتکف شریک ہوتے تھے ایک روز درس کے بعد مولانا عبداللہ حسنیؒ سے تفصیلی ملاقات ہوئی تو میں نے اپنا تعارف کروایا اور بتایا کہ میں کڑا مانک پور کے قریب محمد پور گونتی، فتحپور کا رہنے والا ہوں تو اس دن سے مولانا میرا بہت خیال کرنے لگے (اس لئے کہ مولانا عبداللہ حسنیؒ کے آباواجداد میں قطب الدین مدنیؒ کا کسی زمانہ میں یہ کڑا مانک پور وطن تھا)۔

ایک دن تکیہ رائے بریلی والی مسجد کے صحن میں خاکسار بیٹھا ہوا تھا کہ وہیں مولانا عبداللہ حسنیؒ بھی بیٹھ گئے اور کہنے لگے آپ کے علاقہ میں بدعت بہت ہے وہاں کوئی مدرسہ قائم کیجئے اور ضرورت ہو تو میرے دادی کی وہیں کسی جگہ زمین ہے معلومات کرکے اس کو بھی لے لیجئے۔

اس طرح صرف باتیں ہوئیں لیکن کوئی خاکہ نہیں بن سکا۔اس کے کچھ دنوں بعد دارالعلوم سے اپنے گاؤں آنا ہوا اور ماسٹر واجد علی صاحب سے میں نے ذکر کیا کہ کوئی اچھا مدرسہ ہو جس میں ہاسٹل ہو اور طلبہ کے قیام کا انتظام ہو تو انہوں نے کہا ہاں اس کے لئے جناب ولی اللہ (پردھان) سے مدرسہ کی زمین کے لئے بات کی جاسکتی ہے۔

مدرسہ کی زمین کے لئے کوشش

ایک دن خاکسار اور ماسٹر واجد علی صاحب، جناب ابرار احمد صاحب، جناب سرفراز الدین صاحب اور جناب شفاعت اللہ صاحب ہم سب لوگ ولی اللہ صاحب

(پردھان) کے گھر گئے اوران سے تذکرہ کیا۔

جناب ولی اللہ صاحب نے کہا ایک زمین ٹٹیا کے باغ والی ہے (جس جگہ اس وقت سرکاری ہاسپٹل بنا ہوا ہے) وہ زمین گرام سماج کی تقریباً ۹ بیگہ ہے اس پر مدرسہ بنوالیں اس گفتگو سے کچھ امید ہوئی اور ہم لوگ واپس آگئے پھر اس کے بعد اس سلسلے میں ولی اللہ صاحب سے ہم لوگوں کی کئی ملاقاتیں ہوئیں لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔

ماسٹرممتازؒ کے گھر پرایک اہم میٹنگ

ایک روز ہم نے ماسٹر ممتاز احمد صاحبؒ کے گھر پر مدرسہ کے سلسلے میں ایک میٹنگ کی جس میں جناب ممتاز صاحب، ماسٹر واجد علی صاحب، سرفراز الدین صاحب، پرنسپل عبدالماجد صاحبؒ اور ولی اللہ صاحب وغیرہ شریک ہوئے۔اس میں خاکسار نے سبھی لوگوں کو بتایا کہ ہمارا ارادہ اس طرح کا مدرسہ بنوانے کا ہے جس میں ہاسٹل ہو اور اس میں کئی سو طلباء قیام کریں اوران کی تعلیم اور طعام کا نظم وہیں رہے اور انہیں اعلیٰ دینی تعلیم دی جائے، اس کے لئے سب سے پہلے زمین کی ضرورت ہے اگر زمین حاصل ہوجائے تو ایک کمرہ بن جائے گا اس کے بعد تعمیر آہستہ آہستہ ہوتی رہے گی۔

اتنا کہنا تھا کہ اس میں سے دولوگوں نے مجھ سے پوچھا بتایئے اتنی بڑی بڑی باتیں کررہے ہیں کہ اتنا بڑا مدرسہ ہو اور وہاں لوگ ٹھہریں اوران کے کھانے اور تعلیم کا نظم ہو پہلے آپ یہ بتایئے کہ اس وقت آپ کے پاس کتنی رقم ہے کہ ایسے مدرسہ کی بات کررہے ہیں میں نے کہا میرے پاس صرف اپنے ساٹھ ہزار روپئے ہیں۔

اتنا سنتے ہی ایک صاحب نے کہا چلو اٹھو یہ سب بیکار کی باتیں ہیں جیب میں ٹکا نہیں اور چلے ہیں بڑی بڑی باتیں کرنے۔فوراً سب لوگ اٹھ گئے یعنی یہ مجلس بغیر کسی نتیجہ کے ختم ہوگئی جس سے میرا حوصلہ کمزور ہوگیا اس کے بعد دوسرے دن میں ندوہ واپس آگیا۔

جناب مولانا اختر ندوی صاحب سے ملاقات

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں آکر میں نے حضرت مولانا عبداللہ حسنیؒ سے ذکر کیا کہ اپنے گاؤں میں مدرسہ کے سلسلے میں بات کررہاہوں دعا کیجئے کہ کوئی شکل بن جائے۔

ایک دن خاکسار مجلس تحقیقات میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت مولانا عبداللہ حسنی ندویؒ نے مجھ سے کہا کہ آپ اپنے یہاں مدرسہ کھولنے کا ارادہ کررہے تھے ایک مولانا اختر ندوی صاحب سلطان پور کے ایک مدرسہ سے چھوڑ کر آئے ہیں آپ کے علاقہ کے لئے بہتر رہیں گے ان کو اپنے یہاں لے جایئے وہ بہت محنتی ہیں ،میں نے کہا ٹھیک ہے لیکن پہلے گاؤں والوں سے ان کی تنخواہ کے سلسلہ میں مشورہ کرلوں۔

پھر میں گاؤں آیا اور میں نے ایک مدرس کی تنخواہ کے سلسلے میں ماسٹر واجد علی صاحب، جناب ابرار صاحب اور جناب سرفراز صاحب سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا آج کل ننھی بوا (والدہ آصف وداھیک) آئی ہوئی ہیں ان سے بات کی جاسکتی ہے۔

مدرس کی تنخواہ کا انتظام

ایک روز صبح آصف صاحب کی والدہ (ننھی مومانی) کے گھر خاکسار ماسٹر واجد علی صاحب اور جناب سرفراز الدین صاحب اور جناب ابراراحمد صاحب ان کے یہاں گئے ان کو مدرسہ اور حفظ قرآن مجید کی اہمیت اور اس کے ثواب کی ترغیب دی گئی تو وہ اس بات پر راضی ہوگئیں کہ ایک مدرس کی تنخواہ بارہ سو روپئے (۱۲۰۰) مہینہ دے دیا کروں گی اور کہا ہماری سڑک پر والی زمین بھی مدرسہ کے لئے لے لیں۔

اس کے بعد جس زمین کا اس سے پہلے بھی ایک وقف نامہ تیار ہوا تھا اس کا پھر دوبارہ محب گرامی جناب محی الدین صاحب (وکیل) نے اس زمین کے کاغذات نکلوا کر زمین کا وقف نامہ تیار کروایا جو ابھی بھی موجود ہے لیکن محی الدین صاحب کی مومانی کی دستخط نہیں ہوسکی اور ان کا انتقال ہوگیا جس کی وجہ سے یہ زمین حاصل نہیں ہوسکی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔

اس کے بعد خاکسار لکھنؤ آگیا اور مولانا عبداللہ حسنی ندویؒ سے بتایا کہ جناب مولانا اختر ندوی صاحب کو ہمارے گاؤں تدریس کے لئے اب بھیج دیجئے اس لئے کہ تنخواہ کا انتظام ہوگیا ہے۔

تدریس کے لئے مولانا اختر ندوی صاحب کی تقرری

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ایک روز مجلس تحقیقات کے دفتر میں مولانا اختر ندوی صاحب سے بات کی گئی کہ آپ ہمارے گاؤں میں تدریسی خدمت انجام دے سکتے ہیں تو وہ راضی ہوگئے اور دوسرے ہی روز لکھنؤ سے ہمارے گاؤں کی مسجد میں آگئے اور تعلیم شروع کردی یہاں تک کہ جب مہینہ پورا ہونے والا ہوا تو خاکسار نے بمبئی محمد آصف صاحب (ودھایک) کی والدہ کو فون کیا کہ آپ نے جو مدرس کی تنخواہ کا وعدہ کیا تھا ایک ماہ مکمل ہوچکے ہیں لہٰذا تنخواہ بھیج دیجئے تو انہوں نے کہا کہ ابھی اس وقت آصف سو رہے ہیں اٹھیں گے تو میں ان سے بتادونگی۔

اس طرح کئی مرتبہ فون کیا گیا لیکن رقم موصول نہ ہوسکی اور تقریباً چھ ماہ تک اپنے ہی پاس سے تنخواہ کا انتظام کیا گیا۔

زمین کی نشان دہی

اسی دوران ایک روز جناب ولی اللہ صاحب کے یہاں خاکسار اور ماسٹر واجد علی صاحب، سرفراز الدین صاحب، ابراراحمد صاحب گئے اور ان سے بتایا گیا کہ ایک مدرس آگئے ہیں اور تعلیم بھی شروع ہوگئی ہے اس لئے آپ جو زمین دینے کے لئے کہہ رہے ہیں اس کی موقع پر چل کر نشان دہی کردیں وہ راضی ہوگئے اور دوسرے دن ہم سبھی لوگ ٹنٹیا کی باغ والی زمین پر گئے اور جناب ولی اللہ صاحب نے مکمل نشان دہی کردی اس طرح اب یہ پکا ہوگیا کہ اب یہاں مدرسہ بن سکتا ہے۔

پھر دارالعلوم ندوۃ العلماء آنے کے بعد میں نے اس بات کا ذکر مولانا عبداللہ

حسنی ندویؒ سے کیا کہ ہمارا ارادہ ایک بڑا مرکزی مدرسہ بنوانے کا ،جس کے لئے ہمارے گاؤں کے پردھان نے زمین دے دی ہے تو انہوں نے کہا مدرسہ کا افتتاح حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ سے کروالو انشاء اللہ برکت ہوگی لیکن اس سے پہلے مولانا اسحاق حسینی ندویؒ کو لے جایئے وہ دیکھ کر آجائیں۔

مدرسہ کی زمین کا معائنہ

مدرسہ کی زمین کے معائنہ کے لئے لکھنؤ سے حضرت مولانا سلمان حسینی ندوی صاحب کے بھائی مولانا اسحٰق حسینی ندویؒ کو معائینہ کے لئے بھیجا گیا تو وہ زمین دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اپنی مسرت کا اظہار کیا پھر واپس آکر انہوں نے اچھی رپورٹ دی جس سے ان حضرات کو مزید اطمنان ہوگیا۔

مدرسہ کا نام

اب تک مدرسہ کا کوئی نام نہیں تجویز کیا گیا تھا اس لئے مشورہ ہوا کہ مدرسہ کا کوئی نام تجویز کر لیا جائے تو خاکسار نے تقریباً ۳۵ نام لکھے اس میں سے چار نام الگ کر لئے جیسے: جامعہ دارارقم، جامعہ دارالتوحید، جامعہ دارالسنہ، جامعہ دارالحرم وغیرہ۔

لیکن ان ناموں کو حضرت مولانا ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کو دکھانے سے پہلے میں نے حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم کو دکھایا تو مولانا نے کہا اس میں جامعہ دارارقم سب سے زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے، لیکن حضرت مولانا (ابوالحسن علی حسنی ندویؒ) سے انتخاب کروالیں۔

پھر تھوڑی دیر کے بعد میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے پاس گیا مولانا سے میں نے کہا ان تمام ناموں میں جامعہ دارارقم زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے کیا یہ نام رکھا جاسکتا ہے یا جو نام مناسب ہو آپ تجویز کر دیں۔

حضرت مولانا ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی مسرت کا اظہار

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے فوراً کہا ’’مدرسہ دارارقم‘‘ کیا خوب نام ہے اور کیا خوب انتخاب ہے‘‘ بہت اچھا نام ہے، مدرسہ دارارقم ضرور رکھیں اس کے بعد مدرسہ کا نام ’’مدرسہ دارارقم‘‘ رکھ دیا گیا۔

مدرسہ کے افتتاح کی تاریخ

’’مدرسہ دارارقم‘‘ کے افتتاح کے لئے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ سے تاریخ لینی تھی جس میں حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم اور حضرت مولانا سید عبداللہ حسنیؒ نے سفارش کی جس سے بہت آسانی کے ساتھ جلسہ کے لئے حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندویؒ کی تاریخ ۳ جنوری ۱۹۹۴ء مقرر ہوگئی۔

جامعہ دارارقم کا افتتاحی جلسہ

جامعہ دارارقم کے افتتاح کے لئے ایک بڑا جلسہ (بنیاد مسجد و مدرسہ جامعہ دارارقم) کے عنوان سے رکھا گیا۔ یعنی ۳ جنوری ۱۹۹۴ء کو جلسہ میں شرکت کے لئے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ، مولانا رابع حسنی ندویؒ، حضرت مولانا واضح رشید ندویؒ، مولانا خالد ندوی غازی پوری، مولانا محبوب عالم ندوی، اور مولانا فرقان ندوی محمود مؤبارہ بنکوی اور کئی دارالعلوم کے اساتذہ شریک ہوئے۔

اس موقع پر مسجد اور مدرسہ کا افتتاح ہوا جس میں حضرت مولانا ابوالحسن علی حسنی ندیؒ نے دارارقم کی تاریخ اور اس کی اہمیت پر ہی تقریر کی جو بعد میں تعمیر حیات کے شمارہ ۲۵ مارچ ۱۹۹۴ء میں شائع ہوئی۔

پھر الگ سے بھی ’’جامعہ دارارقم کا احسان‘‘ کے عنوان سے ایک کتابچہ کی شکل میں جامعہ دارارقم کی طرف سے شائع ہوا جس وقت کتابچے کا میٹر تیار کر کے میں نے حضرت

مولانا علی میاںؒ کو دکھایا اور میں نے بتایا کہ آپ کے اس تقریر کو کتابچے کی شکل میں شائع کرنے کا ارادہ ہے اوراس کا عنوان میں نے رکھا ہے ''دارارقم کا احسان انسانی دنیا کے نام'' تو مولاناؒ مذاق میں کہنے لگے کہ'' کیا آپ کے دارارقم کا احسان'' اور دیر تک مسکراتے رہے اور دعائیہ کلمات کہتے رہے۔

جامعہ دارارقم کا مقصد

جامعہ کے قیام کا اہم مقصد دینی تعلیم کی ترویج یعنی تصحیح قرآن اور علاقہ میں سنت کی ترویج کے ساتھ مکاتب کا قیام اور تمام انسانوں تک قرآن مجید کا پیغام پہنچانا ہے۔

مدرسہ کی تعمیر کا کام اور زمین میں اختلاف

کچھ روز کے بعد ہم گاؤں آئے اور جناب ولی اللہ صاحب سے مدرسہ کی تعمیر کے سلسلہ میں بات کر کے لیکھ پال سے زمین نپوا کر ایک کمرے کی تعمیر کے لئے اینٹ منگوالی گئی پھر کام شروع کروانے کے بعد میں لکھنؤ آ گیا، کمرہ کی تعمیر شروع ہوتے ہی ایک صاحب جن کا نام محمد اقبال تھا وہ پیشے سے وکیل تھے انہوں نے کورٹ سے اِسٹے لگوا دیا جس کی بنیاد پر کام بند ہو گیا۔

اس وقت خاکسار لکھنؤ آ چکا تھا جب مجھے معلوم ہوا کہ اس میں کچھ اختلاف ہے تو میں نے کہا کہ اختلافی زمین پر مدرسہ کی تعمیر کا کام ہم نہیں کروائیں گے انشاءاللہ کوئی دوسری جگہ دیکھیں گے لہٰذا اس زمین کو چھوڑ دیا گیا جبکہ گاؤں کے لوگ اس وکیل سے کافی ناراض تھے۔

ہمارے دادا کی پیش کش

اس واقعہ کے بعد جب لکھنؤ سے خاکسار گاؤں گیا تو خاکسار کی مایوسی کو دیکھتے ہوئے ہمارے دادا نے کہا اپنے کھیت میں جہاں چاہو مدرسہ بنوالو اور والد صاحب نے بھی تائید کی کہ اپنے کھیت اور اپنی زمین میں ہی بنواؤ انہوں نے کہا چاہے بہا پر والے کھیت میں بنوالو چاہے

سڑک پر جو کھیت ہیں اس میں بنوالو بہا پر والا کھیت چھوٹا تھا اس لئے میں نے کہا اگر کبھی لڑکیوں کا مدرسہ بنوانا ہوا تو یہاں بہتر رہے گا لیکن لڑکوں کے لئے تو سڑک سے قریب ہونا چاہئے تاکہ باہر کے طلبہ کے لئے آسانی ہو لہٰذا سڑک کے کنارے کئی بیگھا کا کھیت تھا اس میں ایک کمرہ اپنے پاس جو رقم تھی اس سے بنوا دیا گیا لیکن وہاں تعلیم کا نظم شروع نہیں ہوا۔

جامعہ دارارقم کے مسجد کی تعمیر کا پس منظر

ایک دن خاکسار حضرت مولانا سید عبداللہ حسنیؒ کے یہاں گھر پر بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک صاحب کا فون آیا کہ ایک صاحب اپنی والدہ مرحومہ کی طرف سے ایک مسجد بنوانا چاہتے ہیں اگر آپ کہیں بنوانا چاہیں تو بنوا دیں۔

مولانا کے ہاتھ میں اس وقت تار والا فون تھا ریسور کو اپنے ہاتھ سے دبا کر مجھ سے کہا کیا آپ تو اپنے یہاں نہیں بنوائیں گے اگر ہاں کہیں تو ابھی کہہ دوں۔

میں نے کہا جیسا آپ مناسب سمجھیں مولانا نے کہا میں کہہ دیتا ہوں ایک مسجد اپنے یہاں بنوالیں۔اس کے بعد مولانا نے کہا کہ جہاں مدرسہ بنوانا ہے وہیں مسجد بن جائے تاکہ مدرسہ میں مسجد بھی ہو جائے گی۔

جن خاتون نے مسجد بنوانے کے لئے کہا تھا ان کی شرط بڑی مسجد بنوانے کی تھی اور ہمارے کھیت کا جو سائز تھا اس میں پچاس فٹ لمبی مسجد نہیں بن سکتی تھی اس لئے دوسرے کی بھی زمین لینا ضروری تھا لیکن جب پڑوسی سے بات کی گئی تو وہ بیچنے کو تیار نہ ہوئے۔لہٰذا دوسری زمین کی تلاش شروع ہوئی۔

موجودہ جامعہ دارارقم والی زمین کی خریداری

اس طرح روڈ سے تھوڑی ہی دوری پر ہمارے گاؤں کے ظفر الدینؒ عرف جفو بابا مرحوم کا ایک اینٹوں کا بھٹہ تھا لیکن وہ چل نہیں پا رہا تھا اور جگہ بھی خراب تھی اس لئے کہ بھٹہ ہونے

کی وجہ سے مسطح زمین نہیں تھی، اس میں بہت سے گڈھے تھے جس کی وجہ سے بہت کم قیمت پر زمین دینے کے لئے راضی ہوگئے۔

یہ زمین تقریباً ہمارے گاؤں محمد پور گونتی کی آبادی سے ایک کلومیٹر دور تھی اس لئے اس کو خریدنے کی ہمت نہیں ہورہی تھی۔ لیکن ایک جگہ اتنی بڑی زمین قریب میں مل بھی نہیں رہی تھی اس لئے اس زمین کو خریدنے کا فیصلہ کرلیا گیا جو چھ بیگھا پر مشتمل تھی۔

اس زمین کو میں نے اپنے پیسے سے ۱۳۰ اکتوبر ۱۹۹۵ء کو پندرہ ہزار روپئے بیگھا کے اعتبار سے نوے ہزار کی خرید لی پھر ٹرسٹ کے نام رجسٹری کردی اسی طرح ایک اور زمین آٹھ ہزار روپئے بیگھا کے حساب سے قریب میں فروخت ہورہی تھی جو رام سرن نام کے ایک صاحب کی تھی اسے بھی خاکسار نے خرید لی یعنی رام سرن والی زمین ۹ جون ۱۹۹۵ء کو آٹھ ہزار روپئے بیگھا کے حساب سے خرید لی گئی۔

ٹیوب ویل کا انتظام

مدرسہ والی زمین کو خریدنے کے بعد جو ایک صحراء نما علاقہ تھا سب سے پہلے وہاں ایک ٹیوب ویل لگوایا گیا جس کے بعد وہاں قیام کی بھی ضرورت تھی جس کے لئے ماسٹر محمد ممتازؒ اور انیس ملاجی نے یہ ذمہ داری لی اور پھر ایک انجن کا کمرہ تیار ہوگیا۔

اس طرح اس زمین پر دوبارہ مسجد کا سنگ بنیاد ۲۹ جنوری ۱۹۹۶ء یعنی ۷ رمضان ۱۴۱۶ھ کو حضرت مولانا عبداللہ حسنی ندویؒ کے ذریعہ رکھا گیا جس کی بنیاد اس سے پہلے دوسری جگہ والی زمین پر ۳ جنوری ۱۹۹۴ء کو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے ذریعہ رکھی جاچکی تھی۔

اس موقع پر مولانا خالد ندوی غازی پوری، اور دو مالیگاؤں کے طلباء جناب مولانا عارف ندوی اور مولانا مسعود ندوی وغیرہ بھی تشریف لائے اس کے بعد ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۶ء سے باقاعدہ مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہوگیا اس میں سب سے پہلے تہہ خانہ کی تعمیر کا کام ہوا۔

ایک دن جناب مولانا اختر ندوی صاحب نے خاکسار سے کہا کہ جب آپ کا ارادہ ہے مدرسہ بنوانے کا تو آپ نے جو ٹیوب ویل والے انجن کا کمرہ بنوایا ہے اسی کے آگے ایک چھپر ڈالوا دیجئے وہیں ہم جتنے طلباء ہیں ان کو لیکر قیام کریں گے اور وہیں تعلیم بھی شروع ہوجائے گی۔

مدرسہ میں طلباء کا قیام اور ابتدائی تعلیم

اس طرح جناب اختر ندوی صاحب نے تقریباً ۱۲ یا ۱۳ بچوں کو لے کر مدرسہ میں قیام کرنا شروع کردیا اور تعلیم بھی وہیں چھپر کے نیچے شروع ہوگئی جس میں طلباء چھپر کے نیچے قیام کرتے اور اسی کے بغل میں ایک اور چھپر ڈال دیا گیا تھا جس میں ایک ملازم مرحوم جناب شوکت علی صاحب کو بھی کھانا پکانے اور نگرانی کی ذمہ داری دے دی گئی۔

اس طرح مدرسہ کا نظام شروع ہوگیا، اور ادھر مسجد کا کام بھی ہوتا رہا، یہاں تک کہ اندر کا حصہ تیار ہوگیا لیکن تہہ خانہ بنوانے کی وجہ سے پوری رقم مسجد کے اندر کے حصہ ہی میں ختم ہوگئی پھر بعد میں خاکسار کو اپنے مخصوص تعلق والوں کے ذریعہ مسجد کا فرش وضوخانہ اور اس کے اوپر کے کمروں کی تعمیر اور باؤنڈری کا کام مکمل کروانے کی توفیق ملی یہاں تک کہ مسجد کی تعمیر کا کام ۱۹۹۸ء میں مکمل ہوگیا۔

یہاں طلباء کے قیام کے چند دن گزرے تھے کہ کچھ شرپسند لوگوں کو یہ احساس ہوا کہ یہاں صحیح عقیدہ کی ترویج کا مرکز بن جائے گا اس لئے ان لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ ہم یہاں وہابیوں کا مدرسہ نہیں بننے دیں گے اور بھی اسی طرح کے جملے سننے کو ملتے رہے۔

جامعہ دارارقم میں شرپسند لوگوں کا حملہ

ایک روز کچھ شرپسند افراد ۲۷ مئی ۱۹۹۸ء کو رات میں آئے اور طلباء و اساتذہ کو مارا پیٹا جس میں درج ذیل طلباء جو موجود تھے ان کے اسماء اس طرح ہیں: عزیز محسن، مزمل، شمشاد، صدام، عتیق، اسرافیل، ارشد، مدثر، امتیاز، عبدالقیوم، عزیر، تکریم، عبدالقادر، محمد آصف، محمد طفیل وغیرہ۔

شر پسندوں نے ان طلباء کی گھڑی، روپیہ اور کھانا پکانے کے برتن چھین لے گئے اور کہا یہاں سے سب لوگ بھاگ جاؤ اور آئندہ دکھائی نہ دینا، بہت ڈرایا دھمکایا لیکن مولانا اور طلباء متأثر نہیں ہوئے۔

جناب حافظ ابوشحمہ صاحب کا انتخاب

جناب حافظ ابوشحمہ صاحب کے بارے میں ساتوں نام کی بستی کے رہنے والے جناب حافظ عبدالخالق صاحب نے تعارف کروایا کہ یہ بہت اچھے استاذ ہیں انہیں آپ اپنے مدرسہ میں خدمت کا موقع دیجئے۔

اس طرح جناب حافظ ابوشحمہ صاحب سے ملاقات کے بعد مدرسہ میں استاذ کی حیثیت سے ۱۹ اگست ۱۹۹۷ء میں تقرری ہوگئی۔ چونکہ مسجد کے اندرونی حصہ کا کام اور تہہ خانہ تیار ہوگیا تھا اس لئے بچوں کو مسجد کے تہ خانہ میں قیام کے لئے منتقل کر دیا گیا۔ اس وقت تک مسجد کے صحن کی چہار دیواری تقریباً ۶ فٹ ہی تھی۔

دوبارہ شرپسندوں کا حملہ

غالباً ۲۰۰۶ء میں پھر دوبارہ اسی طرح سے بدمعاش لوگ رات میں آئے اور طلباء و اساتذہ کو ڈرایا دھمکایا کہ اب آئندہ نظر نہ آنا اس مرتبہ بھی برتن اٹھالے گئے لیکن اساتذہ اور طلباء خوف زدہ نہیں ہوئے سبھی لوگ اسی طرح جمے رہے۔

اس کے بعد مسجد کی دیواریں ۱۵ فٹ مزید اونچی کردی گئیں یعنی مسجد اب قلعہ نما ہو گئی جس سے بچے اور اساتذہ محفوظ ہوگئے اور اسی مسجد میں قیام وطعام اور تعلیم کا نظم ہوگیا۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء سے الحاق

الحمدللہ طلباء کی تعداد میں بھی اضافہ ہوگیا اور باقاعدہ درجہ حفظ اور دارالعلوم ندوۃ العلماء کے نصاب کے مطابق تعلیم شروع ہوگئی اور دارالعلوم ندوہ العلماء سے الحاق بھی ہوگیا

لیکن کچھ نام میں تبدیلی کی وجہ سے دوبارہ باقاعدہ ۱۲۵ اکتوبر ۲۰۲۰ء کو الحاق نامہ حاصل کرلیا گیا تاکہ آئندہ کوئی دشواری نہ ہو۔

شمالی کمروں کی تعمیر کا کام

مسجد کے بعد شمال کی جانب چار کمروں کی تعمیر کا کام جناب مولانا عبداللہ حسنیؒ کے ذریعہ ہوئی۔ پھر جب مولانا ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کو جو عالمی ایوارڈ میں رقم ملی تھی مولانا عبداللہ حسنیؒ نے مجھ سے بھی کہا کہ آپ اپنے مدرسہ میں حضرت مولانا ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی طرف سے ایک کمرہ بنوالیں جس میں کمرہ کی تعمیر کے لئے چالیس ہزار روپے ادارہ کو ملے اور کہا گیا کہ اور بعد میں لے لیجئے گا لیکن پھر بعد میں بتایا گیا کہ وہ ایوارڈ والی رقم سب ختم ہوگئی ہے اس لئے اب مزید رقم نہیں ملے گی لیکن کمرے کا کام خاکسار کے تعاون سے بعد میں مکمل کروادیا گیا۔

اس طرح ایک کمرہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے تعاون سے بن گیا جو شمالی جانب کے کمروں کے ساتھ ہے۔

سالانہ جلسہ

۴ دسمبر ۱۹۹۷ء کو دن ۳ بجے بروز جمعرات ایک سالانہ جلسہ ہوا اسی موقع سے حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم نے خاکسار کا نکاح پڑھایا اور بعد میں ۲۶ مئی ۱۹۹۸ء کو رخصتی عمل میں آئی اور ۲۷ مئی ۱۹۹۸ء کو ولیمہ کی دعوت ہوئی۔

اس جلسہ میں مولانا محمود حسن حسنی ندویؒ و مولانا عبداللہ حسنیؒ و محبوب عالم ندوی ، واسد اللہ ندوی، نفیس احمد ندوی، تسنیم احمد صاحب جیسے حضرات تشریف لائے اس جلسہ کے بعد حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم کے دست مبارک سے ایک اور ہاسٹل جنوبی جانب والے کمروں کی بنیاد ۴ دسمبر ۱۹۹۷ء کو رکھی گئی اس موقع پر مولانا محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم نے پانچ سو روپے مدرسہ کو عنایت فرمایا اس سے پہلے جب حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ تشریف لائے تھے اس موقع پر انہوں نے مدرسہ کے

لئے ایک ہزار روپئے دئے تھے۔

دوسرا سالانہ جلسہ

اس کے بعد ۵ دسمبر ۱۹۹۸ء کو سالانہ جلسہ ہوا۔ جس میں حضرت مولانا عبداللہ حسنی ندویؒ اور ان کے ساتھ کچھ ندوہ کے علماء تشریف لائے تھے۔

تیسرا سالانہ جلسہ

ایک جلسہ ۹ نومبر ۱۹۹۹ء کو ہوا جس میں مولانا سلمان حسینی ندوی، مولانا عبداللہ حسنی ندویؒ مولانا غفران ندوی، مولانا اسداللہ ندوی، مولانا نجیب الحسن صدیقی ندوی تشریف لائے اور ان حضرات نے خطاب بھی کیا۔

جنوبی کمروں کی تعمیر

اسی طرح شمالی جانب والے کمروں کے سامنے جو پانچ کمرے جنوبی سمت میں بنے ہیں ان کمروں کے تعمیر کی تاریخ اس طرح ہے کہ ایک مرتبہ گجرات کے ایک صاحب سے خاکسار کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے بہت سے مسائل مجھ سے معلوم کئے جس سے وہ بہت متاثر ہوئے اس کے بعد انہوں نے کہا ہمارے ایک مرحوم عزیز کی طرف سے آپ اپنے مدرسہ میں پانچ کمرے بنوادیں یعنی ان کی طرف سے جنوبی کمرے ۲۰۰۲ء میں تیار ہوگئے۔

مشرق کی جانب والے کمروں کی تعمیر

ایک مرتبہ ہمارے دوست جناب شکیل صاحب خاکسار کو ایک صاحب سے ملاقات کروانے کے لئے لے گئے وہاں انہوں نے کھانا لگانا شروع کر دیا اور کہا ہم نے آپ کا کھانا پکوالیا ہے کھانا کھا لیجئے میں نے کہا اس وقت میرا قاری صاحب کے یہاں قیام ہے اور وہ میرے میزبان ہیں اور انہوں نے کھانا پکوالیا ہے اس لئے کسی وقت آپ قاری صاحب کو بتا دیجئے گا تو انشاءاللہ ضرور کھالونگا ابھی کوئی معمولی چیز کھالیتا ہوں۔

اتنا کہنا تھا کہ وہ ناراض ہونے لگے کہ میرے یہاں بڑے بڑے علماء آئے اور نام بھی لئے کہ کسی مولانا نے آج تک انکار نہیں کیا آپ ان لوگوں سے بڑے ہیں کیا، میں نے کہا بڑے چھوٹے کی یہاں بات ہی نہیں ہے میرا یہی اصول ہے باقی ان حضرات کا اپنا اصول ہوگا۔

اسی مجلس میں ان کے یہاں ایک صاحب کہیں باہر سے آئے ہوئے تھے وہ بھی یہ سب سن رہے تھے جس کا ان پر بہت اثر ہوا، کھانے کے بعد انہوں نے کہا ہم آپ سے کچھ مسائل پوچھنا چاہتے ہیں تشریف رکھئے پھر وہ کافی دیر تک دینی مسائل پوچھتے رہے یہاں تک کہ رات کے دو بج گئے اس کے بعد ہم لوگ اپنی قیام گاہ واپس آگئے لیکن وہ مہمان جو ان کے یہاں بیٹھے تھے وہ صاحب انہیں کچھ رقم دے گئے اور کہا کہ ہمارہ طرف سے ان کے مدرسے میں دس کمرے بنوادیجئے۔

اس طرح پورب کی جانب والے سبھی کمرے ان کی طرف سے ۲۰۰۳ء میں بن گئے اور اسی رقم میں مدرسہ کی چہار دیواری بھی ہوگئی اور جنوبی دیواریں بھی مکمل ہوگئیں الحمداللہ یہ سب میرے اللہ نے اپنے فضل سے کروایا۔

ٹرسٹ

اس طرح جب باقاعدہ ادارہ قائم ہوگیا تو جامعہ دارارقم ٹرسٹ کے عنوان سے ۲۰۱۱ء میں رجسٹرڈ کروالیا گیا تاکہ قانونی کوئی دقت نہ ہو اور ہر سال اس کا آڈٹ بھی کروایا جاتا ہے تاکہ حساب درست رہے۔

ملک سے باہر کا سفر

مولانا عبداللہ حسنیؒ نے ۱۹۹۷ء میں کہا کہ آپ باہر چلے جایئے ہم ویزہ نکلوادیں گے انہوں نے میرا ویزہ ایک صاحب سے کہہ کر نکلوا دیا اور کہا وہاں جا کر دیکھئے کچھ چندہ ہو جائے تو مدرسہ کی ترقی ہو اور ایک خط قاری عبدالحمید ندوی صاحب کو اور ایک خط مولانا عبداللہ عباس ندویؒ کے بیٹے ضیا عبداللہ صاحب کو قیام کے سلسلے میں لکھ کر دیا اور مجھ سے کہا کہ آپ

ان کے یہاں قیام کر لیجئے گا۔

بیرون ملک کا سفر

اس طرح پہلی مرتبہ دلی سے امارات قاری عبدالحمید صاحب کے یہاں ۳ جنوری ۱۹۹۷ء کو پہنچا تو میں نے ان سے کہا میں تو ایک جماعتی آدمی ہوں مجھے چندہ کرنا نہیں آتا کیسے کیا جاتا ہے تو انہوں نے کہا پھر آپ کیوں یہاں آئے ہیں جب آپ کو چندہ کرنا نہیں آتا تو جماعت میں ہی چلے جاتے۔

لیکن دوسرے دن انہوں نے مسجد غریر قاری یعقوب صاحبؒ کے یہاں مجھے بھیج دیا اور وہاں مسجد میں کچھ لوگوں سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بہت ڈرایا کہ یہاں چندہ کرنا منع ہے لوگ پکڑ جاتے ہیں یہاں چندہ کرنا جرم ہے یہ سب سن کر میں مسجد سے باہر ہی نہیں نکلا صرف دو صاحب نے کچھ وہیں کمرے پر دیا تھا بس اتنا ہی وہاں سے لے کر واپس آ گیا جس میں کرایہ تک کی بھی رقم وصول نہیں ہوسکی۔

جدہ کا سفر

پھر امارات سے جدہ کے لئے ہم ۱۸ جنوری ۱۹۹۷ء کو روانہ ہوئے تو جدہ میں مولانا احمد علی حسنیؒ رائے بریلی والے مل گئے اور انہوں نے کہا ہم بھی ضیاء عبد اللہ صاحب کے یہاں جائیں گے ہمارا ابھی ضیاء العلوم کے چندہ کے سلسلے میں آنا ہوا ہے۔

اس طرح خاکسار اور احمد علی حسنیؒ دونوں لوگ عبداللہ عباس ندویؒ کے بیٹے ضیاء عبداللہ صاحب کے گھر پہنچے وہیں دونوں لوگوں نے قیام کیا ماشاء اللہ انہوں نے ضیافت کا پورا حق ادا کیا اور اتفاق سے احمد علی حسنیؒ اور خاکسار دونوں لوگ چندہ کے سلسلے میں ایک جیسے نئے تھے۔

وہیں رائے بریلی کے محمد اشتیاق ندوی صاحب اور مولانا افتخار ندوی صاحب موجود تھے میں نے ان سے کہا کیسے چندہ کیا جاتا ہے انہوں نے کہا کل ہمارے ساتھ چلئے گا بتا دیں گے دوسرے دن ہم لوگ باہر نکلے لیکن تھوڑی دیر میں ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا تو ہم تینوں لوگ مولانا

اشتیاق صاحب اور مولانا افتخار صاحب ظہر کی نماز کے لئے مسجد میں اندر گئے لیکن جب میں نے نماز پڑھ کر دیکھا تو یہ دونوں لوگ غائب تھے پھر اکیلے ہی واپس ضیاء عبداللہ صاحب کے گھر بہت مشکل سے پہنچا۔

اسی طرح دوسرے دن مولانا کفیل ندوی صاحب سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے بھی کہا کہ بتائیے چندہ کیسے کیا جاتا ہے تو انہوں نے کہا ہمارے ساتھ چلئے۔ پھر ہم لوگ ایک بلڈنگ کے پاس پہنچے تو مولانا نے کہا لفٹ سے اوپر چلنا ہے لیکن لفٹ میں زیادہ لوگ تھے اس لئے مولانا تو اوپر چلے گئے اور خاکسار باہر نیچے رہ گیا پھر بعد میں بہت تلاش کیا لیکن معلوم نہیں ہوسکا کہ وہ کس منزل پر چلے گئے۔

اس طرح یہ بھی غائب ہو گئے، اس کے بعد میں پھر واپس ضیاء عبداللہ صاحب کے یہاں آ گیا اور میں نے چندہ کرنے کا ارادہ چھوڑ دیا کہ اب میں کبھی یہاں چندہ کی نیت سے نہیں آؤں گا جناب ضیاء عبداللہ صاحب کے پاس گیا اور ان سے کہا میرے بس کا چندے کا کام نہیں ہے میں واپس جاؤں گا تو انہوں نے مجھے کچھ سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ ناکام رہے پھر انہوں نے مجھے ۵۰۰ ریال دیا اسے لے کر میں حرم آ گیا اور یہ ارادہ کر لیا کہ اب حرم انشاء اللہ حج یا عمرہ کے ارادہ سے ہی صرف آؤنگا۔

حرم کی حاضری

اس طرح میں جدہ سے مکہ آ گیا اور یہاں میں نے کمرہ وغیرہ نہیں لیا، اپنا بیگ باہر وضوخانہ کی جالی پر ٹانگ دیا اس وقت کوئی ممانعت نہیں تھی اور حرم کے باتھ روم استعمال کیا اور حرم میں ہی عبادت اور آرام کرتے اس طرح ایک ہفتہ مکہ میں قیام کیا پھر ایک ہفتہ مدینہ منورہ میں قیام کر کے ہندوستان واپس آ گیا۔

یہ پوری داستان جب میں نے مولانا عبداللہ حسنیؒ سے بتائی تو انہوں نے کہا یہ کام آپ کے بس کا نہیں ہے لیکن مدرسہ چلانا ہے تو آپ کو ہی کرنا ہوگا۔

جامعہ دارارقم کی تعلیمی خدمت

اس طرح الحمدللہ جامعہ دارارقم کا تعلیمی سفر چلتا رہا یہاں تک کہ ایک بڑی تعداد طلباء کی درجہ حفظ اور ثانویہ خامسہ تک تعلیم حاصل کر کے دارالعلوم ندوۃ العلماء سے فارغ ہونے کے بعد مختلف شہروں میں دینی خدمات انجام دے رہی ہے۔

اور جامعہ دارارقم کے کچھ طلباء توجدہ میں قرآن مجید کی تدریسی خدمت انجام دے رہے ہیں جس سے خوشی ہوتی ہے کہ جو قرآن مجید عرب کی وادی سے نکل کر ہندوستان کے شہر فتحپور کے ایک چھوٹے سے قصبہ محمد پور گونتی تک پہنچا تھا اللہ کا فضل ہے کہ اب جامعہ دارارقم کا فیض اس عرب کی وادی تک پہنچ رہا ہے جہاں سے آج سے چودہ سو سال قبل قرآن کا نور ظاہر ہوا تھا۔

جامعہ دارارقم کے شعبے

جامعہ دارارقم میں ایک حفظ کا شعبہ ہے اور دوسرا پرائمری شعبہ جس میں عصری علوم کی تعلیم ہوتی ہے اور تیسرا عربی درجات جس میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے نصاب کے مطابق تعلیم ہوتی ہے اور چوتھا خصوصی درجات اگر کوئی تعلیم حاصل کرنا چاہے اور ایک معیاری لائبریری ہے جس میں ہندی اردو انگلش عربی زبانوں میں کتابیں موجود ہیں۔

جامعہ دارارقم کے معاونین

جامعہ دارارقم کے قیام میں چند شخصیات بہت معاون رہیں جیسے: (۱) میری والدہ (۲) دادا عبدالقیومؒ (۳) والد محترم محمد حنیفؒ (۴) حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندویؒ (۵) حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندویؒ (۶) ماسٹر واجد علی صاحب (۷) جناب ابرار احمد صاحب (۸) جناب سرفراز الدین صاحب جنہوں نے ہمیشہ ہمدردی کا معاملہ کیا اور اکثر مہمانوں کی ضیافت کے نظم میں ان کے اہل خانہ کا تعاون رہتا (۹) اور ابتدائی دور میں جناب ماسٹر ممتاز صاحبؒ (۱۰) محمد انیس ملاجی صاحب نے کافی وقت دیا۔

اسی طرح تعلیمی اور انتظامی اُمور میں مولانا اختر ندوی صاحب اور ان کے بعد جناب حافظ ابوشحمہ صاحب کے ذریعہ ادارہ کے ترقیات میں پورا تعاون رہا۔

بعد کے دور کے معاونین میں افوئی بستی کے کئی احباب جن میں جناب کلیم صاحب و جناب ارشد صاحب اسی طرح اسماعیل پور بستی کے جناب ماسٹر محمد احسان صاحب اور پورے کاشی کے جناب نواب صاحب اور ان کے بیٹے جناب حافظ اسلام الدین صاحب اور اماؤ بستی کے جناب مولانا شاکر ندوی صاحب اور دعوت پور بستی کے جناب مولانا ظفیر احمد ثاقبی صاحب وغیرہ ہیں جن سے ہر قسم کا تعاون حاصل ہے اللہ تعالیٰ ان حضرات کو اپنی شان کے مطابق اجر عظیم عطا فرمائے۔

انتظامیہ کمیٹی

اس وقت انتظامیہ کمیٹی کے عنوان سے ایک مجلس شوریٰ ہے جس کے مشورہ سے اہم فیصلے لئے جاتے ہیں اس میں درج ذیل افراد ہیں:

(۱) جناب ماسٹر واجد علی صاحب (۲) جناب ابرار احمد صاحب (۳) جناب محمد شاکر ندوی صاحب (۴) جناب حافظ محمد اسلام الدین صاحب (۵) جناب محمد ارشد صاحب (۶) جناب محمد حسن صاحب (۷) جناب مولانا ظفیر احمد ثاقبی صاحب۔

● انتظامی امور اور عہدوں کی تقرری وغیرہ سے متعلق ایک انتظامی دارالعمل کے عنوان سے قواعد وضوابط دفعات کی شکل میں موجود ہے جس میں ادارہ کے مکمل اصول درج ہیں جن کی روشنی میں تمام فیصلے لئے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس ادارہ کو مرکزی حیثیت عطا فرما کر علاقہ کی خصوصاً اصلاح وہدایت کے ساتھ پورے عالم کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ والسلام

محمد سرور فاروقی ندوی

22-08-2023 مطابق ۱رشعبان ۱۴۴۴ھ